"......اے اللہ اس کی توبہ قبول فرما! جب تک وہ اس میں کسی کو تکلیف نہ دے یا اس کا وضو نہ ٹوٹے۔"

"**دوسری نماز کا انتظار**" اس سے مراد اگلی "**فرض نماز**" ہونا تو ظاہر ہے۔ یعنی ظہر سے عصر تک، عصر سے مغرب تک یا مغرب سے عشاء تک۔ (البتہ فجر سے ظہر تک یا عشاء سے فجر تک مسجد میں بیٹھے رہنا اعتکاف کے علاوہ مسنون نہیں ہے۔ واللہ اعلم) لیکن درج ذیل حدیث سے اگلے وقت کی "نفل نماز" مراد ہونا بھی محسوس ہوتا ہے: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**مَن صلّى الغداةَ في جماعةٍ ثم قعدَ يذكرُ اللّهَ حتّى تطلعَ الشمسُ ثم صلّى ركعتينِ كانتْ لهُ كأجرِ حجةٍ وعمرةٍ -قال قال رسولُ اللّهِ ﷺ- تامّةٍ تامّةٍ تامّةٍ.**" [جامع الترمذي ح:٥٨٦ وقال حديث حسن غريب، وحسنه الألباني] "جو کوئی نمازِ فجر باجماعت پڑھنے کے بعد اللہ پاک کا ذکر کرتے ہوئے سورج طلوع ہونے تک بیٹھا رہے، پھر دو رکعت نماز پڑھ لے، تو اس کو حج اور عمرہ کی طرح اجر وثواب حاصل ہوگا- راوی نے اگلے لفظ پر زور دیتے ہوئے تاکیداً کہا کہ-" **رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پورا، پورا، پورا**"

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: "**منتظِرُ الصلاةِ مِن بعدِ الصلاةِ كفارسٍ اشتدَّ بهِ فرسُه في سبيلِ اللّهِ على كشحهِ، تصلي عليه ملائكةُ اللّهِ ما لمْ يُحدِث أو يَقُمْ وهو في الرباطِ الأكبرِ.**" ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنے والا اس شہسوار کی طرح ہے، جسے لے کر اس کا گھوڑا دم دبا کر دوڑ رہا ہو۔ اللہ کے فرشتے اس بندے کا وضو ٹوٹنے یا چلے جانے تک اس کے لیے رحمت کی دعا میں مگن رہتے ہیں۔ اور وہ سب سے **بڑے مورچے پر پہرہ دے رہا ہوتا ہے**۔" [الثمر المستطاب في فقه السنة والكتاب للألباني ح:٦٣٣ وقال: صحيح]

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ بہترین وضو، نماز باجماعت کی پابندی اور مسجد میں زیادہ تر رہنا اللہ پاک کے ہاں اتنا محبوب عمل ہے جو فضیلت میں "جہاد فی سبیل اللہ" کے مشابہ ہے۔ علامہ البانیؒ نے لکھا ہے کہ فرصت والے اور کسب معاش کی فکر سے فارغ البال شخص کے لیے مسجد میں بیٹھے رہنا بہت افضل عمل ہے۔ [الثمر المستطاب مسئلة:١٢]

ان اعمال کی بدولت اللہ کے مخلص بندے کو صغیرہ گناہ ڈھل جانے کے علاوہ درجات کی بلندی بھی حاصل ہوگی۔

پھر رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک پر ان اعمال صالحہ کے تاکیداً "الرباط" قرار پانے سے بالکل واضح ہے کہ "جہاد فی سبیل اللہ" کا نتیجہ بھی اسی طرح خوشگوار ہوتا ہے؛ کیوں نہ ہو کہ مجاہد دنیاوی لذتوں کو رضائے الٰہی کی خاطر تج

کر، اہل وعیال اور خویش اقارب کے دنیاوی مفادات کو اور حسین مستقبل کے خوابوں کو محض اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر خیر باد کہ کر دین اسلام کے دشمنوں کی طرف سے یقینی یا متوقع خطرات کا سامنا کرنے کی خاطر مکمل تیاری کے ساتھ مورچے میں پہرہ دیتا اور میدانِ کارزار گرم کرنے کے لیے امیر کے حکم کا منتظر اور نصرتِ دین کے جذبہ صادق سے سرشار ہو کر ہمہ وقت تیار رہتا ہے۔

امام ابن رجبؒ کا بیان ہے کہ شہادت پانے سے گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی بھی مختلف اعمالِ قلب وبدن کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ نتیجہ صغیرہ گناہوں میں تو بلا شک وشبہ حاصل ہوتا ہے، اور گناہ کبیرہ کے مرتکب کے لیے بھی اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جانے سے کبھی معافی اور اجر وثواب دونوں حاصل ہو سکتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ "پکا مؤمن زبردست مجاہد پہلے درجے میں، پکا مؤمن بزدل مجاہد دوسرے درجے میں، نیکی بدی دونوں کرنے والا کامیاب مجاہد تیسرے درجے میں اور کبیرہ گناہوں کا مرتکب مجاہد زبردست کامیاب جہاد کر کے شہادت پانے کے باوجود چوتھے درجے میں ہوتا ہے۔[جامع الترمذي ح:١٦٤٤ وقال حسن غريب، مسند أحمد ح:١٤٦، ١٥٠]

"اعمال صالحہ" سے گناہوں کی بخشش:

امام ابن رجبؒ کہتے ہیں: اعمال صالحہ سے گناہوں کی مغفرت کے بارے میں علمائے دین کے کئی اقوال ہیں:

پہلا قول: جمہور اہل سنت کے نزدیک اعمال صالحہ سے صرف صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے: "وضوء سے چھوٹے چھوٹے زخم (گناہ) معاف ہو جاتے ہیں، مسجد کی طرف روانگی سے اس سے کچھ بڑے گناہ اور نماز کی ادائیگی سے اس سے بھی کچھ بڑے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔" عطاء بن ابی رباحؒ نے وضو وغیرہ کے بارے میں یہی کہا ہے۔[رواه محمد بن نصر المروزي]

کبیرہ گناہوں کی معافی کے لیے توبہ ہی ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو توبہ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ [التحريم٨] اور توبہ نہ کرنے والوں کو "ظالم" قرار دیا ہے: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝﴾ [الحجرات ١١] اور امت اسلامیہ کا اتفاق ہے کہ توبہ کرنا فرض ہے۔ اور فرائض نیت وارادے کے بغیر ادا نہیں ہوتے۔

اگر کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر وضو، نماز وغیرہ ارکان اسلام سے معاف ہو جاتے تو توبہ کی حاجت ہی نہ رہتی، اور یہ

باجماعِ امت باطل ہے۔ اس صورت میں فرائض کے ادا کرنے والوں کے لیے جہنم لازم کرنے والا کوئی گناہ ہی باقی نہ رہتا؛ اور یہ مرجئہ فرقہ کے نظریے سے ملتا جلتا ہے، جو کہ یقیناً باطل ہے۔

امام ابن عبد البرؒ نے اس پر مسلمانوں کا اجماع نقل کر کے دلیل میں یہ حدیث پیش کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "الصَّلَوَاتُ الخمسُ والجمعةُ إلى الجمعةِ ورمضانُ إلى رمضانَ مكفِّراتٌ لما بينهنّ ما اجْتُنِبَتِ الكبائِرُ" [صحيح مسلم ح:٥٧٤، مسند أحمد ح:٩١٨٦، ٩١٩٧] "پانچوں نمازیں، جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک کے گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں، جب تک کبائر سے اجتناب کیا جائے۔"

دوسرا قول: فرائض کی ادائیگی کرنے والے کے گناہ صرف صغائر ہوں تو مطلقاً معاف ہو جاتے ہیں، لیکن اگر ان میں کبائر بھی شامل ہوں، تو اس کے صغائر توبہ اور ترکِ مداومت (ہیشگی) کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

ابن عطیہؒ نے جمہور اہل سنت کا قول بیان کیا ہے کہ کبائر سے اجتناب کرنا' فرائض کی ادائیگی سے صغائر کے معاف ہونے کی شرط ہے۔ حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ما مِن امرِئٍ مسلمٍ تحضرُه صلاةٌ مكتوبةٌ فيحسنُ وضوءَ ها وخشوعَها وركوعَها إلا كانت كفارةً لما قبلَها مِن الذنوبِ مَا لم يؤتَ كبيرةٌ وذٰلكَ الدهرَ كلَّهُ" [صحيح مسلم ح:٥٦٥] "جو بھی مسلمان فرض نماز کے لیے اچھی طرح وضو کرے اور پورے خشوع سے نماز ادا کرے اور رکوع وغیرہ صحیح کرے تو یہ نماز اس سے پہلے کے گناہوں کا کفارہ بنے گی' جب تک کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ اور یہ موقع سارا زمانہ میسر رہتا ہے۔"

حضرت سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لا يتطهرُ الرجلُ فيحسنُ طهورَه ثم يأتي الجمعةَ فينصتُ حتى يقضيَ الإمامُ صلاتَه إلا كانَ كفارةً لما بينَه وبينَ الجمعةِ المقبلةِ مَا اجتُنِبت الكبائرُ المقتلةُ." [مسند أحمد ح:٢٣٧٦٩ وصححه الأرنؤط، مسند البزار ح:٢٥٢٦] "جو بھی آدمی اچھی طرح پاکیزگی حاصل کرے، پھر جمعہ کے لیے حاضر ہو اور امام کے نماز سے فارغ ہونے تک بالکل خاموش (ہمہ تن گوش) رہے تو یہ عمل اس سے اگلے جمعہ تک کے لیے کفارہ ہوگا، جب تک ہلاکت خیز گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔"

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "من قال لا إله إلا اللّٰهُ مخلصًا فُتِحت لهُ أبوابُ السماءِ حتّٰى تُفضِي إلى العرشِ مَا اجْتُنِبَتِ الكبائِرُ" "جو بھی بندہ کلمہ طیبہ پورے خلوص کے ساتھ پڑھ لے، تو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ عرش پر پہنچ جائے، جب تک کبیرہ

گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔" [كلمة الإخلاص وتحقيق معناها لابن رجب ح: ٦٠ وحسن الألباني إسناده]

تیسرا قول: امام ابن حزمؒ کہتے ہیں کہ یہ اعمال صالحہ کبیرہ گناہوں کا بھی کفارہ بنتے ہیں۔

امام ابن المنذرؒ نے یہ بات خاص شب قدر کے قیام کی فضیلت میں بیان کی ہے۔

امام ابن عبدالبرؒ نے ان کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے: اگر ان کی مراد یہ ہو کہ جس کسی نے اسلام کے فرائض ادا کیے، لیکن گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتا رہا، تو اس کے کبائر معاف ہوتے رہیں گے؛ تو یہ یقیناً باطل قول ہے، جس کا بطلان دین اسلام میں یقینی طور پر معلوم ہے۔

حتی کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: "کیا ہمارے زمانہ جاہلیت کے گناہوں پر بھی مؤاخذہ ہوگا؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "مَن أحسنَ فِي الإسلامِ لم يؤاخذْ بما عَمِلَ في الجاهليةِ، ومَن أساءَ في الإسلامِ أُخذَ بالأوَّلِ والآخرِ." [صحيح البخاري ح: ٦٥٢٣، مسلم ح: ٣٣٤] "جو کوئی دین اسلام میں آ کر نیکیوں والی زندگی گزارے اس کے زمانہ جاہلیت کے اعمال کا احتساب نہیں ہوگا۔ اور جو اسلام قبول کرنے کے بعد بھی بری زندگی گزارے، تو اس کے پہلے اور پچھلے سب اعمال کا مؤاخذہ کیا جائے گا۔"

یعنی گناہ کبیرہ کے مجرموں پر زمانہ جاہلیت کے اعمال کا بھی احتساب ہوگا۔ جب کبیرہ گناہ بغیر ترک و توبہ کے "قبولیتِ اسلام" سے معاف نہیں ہوتے، تو وضو، نماز اور روزہ وغیرہ سے کہاں معاف ہوں گے؟!

ہاں اگر اس طرح کہنے والے کی مراد یہ ہو کہ جو شخص توبہ کیے بغیر کبیرہ گناہوں کو بالکل ترک کر دے اور فرائض کی باقاعدہ پابندی کرے، تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے، تو یہ بات قابل غور ہو سکتی ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۝﴾ [سورة النساء ٣١] "اگر تم (شدت سے) منع کردہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کریں تو ہم تمہاری دیگر برائیوں کو معاف فرما دیں گے اور تمہیں باعزت نعمت خانے میں داخل فرما دیں گے۔" نیز اجتنابِ کبائر کے لیے نیت اور قصد کی شرط نہیں ہے۔

صحیح قول جمہور اہل سنت کا ہے کہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کیے محض نماز روزہ وغیرہ سے معاف نہیں ہوتے۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے اہل ایمان کو توبہ نصوح (پکا سچا توبہ) کرنے کا حکم دیا ہے۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ [التحريم ٨] نیز مذاق کرنے اور برے القاب دینے سے توبہ نہ کرنے والوں کو "ظالم" قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ گناہ عام طور پر صغیرہ ہوتے ہیں۔ ﴿وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝﴾ [الحجرات ١١]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یقیناً مؤمن اپنے گناہوں کو اتنا سنگین سمجھتا ہے' گویا وہ ایک پہاڑ کے نیچے ہو اور اسے پہاڑ اپنے اوپر گر پڑنے کا خطرہ ہو، اور بیشک فاسق وفاجر شخص اپنے گناہوں کو اتنا معمولی سمجھتا ہے کہ گویا مکھی اس کی ناک پر بیٹھ گئی تو اُس نے اِس طرح اڑا دیا۔'' [صحيح البخاري ح:٥٩٤٩]

اسلاف کرامؒ اپنے اعمال صالحہ پر (خشوع وخضوع کے فقدان کی) تہمت لگاتے اور توبہ کی عدم قبولیت کا خوف کرتے تھے۔

امام ابن رجبؒ کہتے ہیں: شرعی دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ بعض لوگوں کا یہ قول کہ کبیرہ گناہ فقط فرائض کی ادائیگی سے معاف ہوجاتے ہیں' بلاشبہ باطل ہے۔ اور اگر ان کا مقصد یہ ہو کہ ہوسکتا ہے کہ روزِ قیامت بعض کبیرہ گناہوں اور بعض اعمال حسنہ کے مابین وزن کیا جائے، پھر اس کے مقابل کبیرہ معاف ہوجائے اور اس کے بقدر اعمال صالحہ کالعدم شمار کرکے اس کے ثواب سے محروم کیا جائے، تو یہ ممکن ہے۔ کیونکہ یقیناً بعض کبیرہ گناہ' بعض اعمال حسنہ کو برباد کردیتے ہیں۔ جس طرح احسان جتانا اور اذیت پہنچانا صدقے کو باطل کردیتا ہے۔ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى﴾ [البقرة ٢٦٤] ''اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف دے کر باطل نہ ہونے دو۔''

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو تھپڑ رسید کیا، پھر نادم ہو کر اسے آزاد کردیا۔ پھر کہا: ''مجھے اس کی آزادی پر تنکا برابر بھی اجر نہیں ملے گا۔'' [مسلم ح:٤٣٨٨، ٤٣٨٩] حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ کا گناہ کبیرہ نہیں تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفارہ بننے والے نیک اعمال کا اجر یہی ہے کہ وہ گناہ معاف ہوجاتا ہے، یعنی اس عمل کا مزید ثواب نہیں ملتا۔

حضرت عائشہ رضي الله عنها نے کہا کہ سودی لین دین اتنا سنگین گناہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ہمراہ انجام دیے ہوئے ''جہاد فی سبیل اللہ'' تک اعمال صالحہ کا ستیاناس کردیتا ہے۔ [السنن البيهقي الكبرىٰ ح:١٠٥٨٠، سنن الدارقطني ح:٢١١، مصنف عبدالرزاق ح:١٤٨١٢]

البتہ ''صغیرہ گناہ'' کبھی اعمال حسنہ سے اس طرح معاف ہوجاتے ہیں کہ اعمال کا پورا ثواب بھی برقرار رہتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''أتاني الليلةَ رَبّي تبارکَ وتعالیٰ فی أحسنِ صورةٍ –أحسبُه قال في المنام– قال: يا محمد! هل تدري فيم يختصم الملأ الأعلیٰ؟ قلت: نعم، في الكفاراتِ. والكفاراتُ: المكث في المسجدِ بعدَ الصلاةِ، والمشيُ على الأقدام إلى الجماعاتِ، وإسبَاغُ الوضوءِ فی المكارهِ. ومَن فعلَ ذٰلکَ عاشَ بخيرٍ وماتَ بخيرٍ، وكانَ مِن خطيئتِه كيوم ولدتهُ أمُّه.''

[جامع الترمذی ح: ٣٢٣٣ وحسنه، مسند أحمد ح:٣٤٨٤، مسند أبی یعلیٰ ح:٢٦٠٨ عن ابن عباس ﷺ، الترمذی ح:٣٢٣٥، مسند أحمد ح:٢٢١٠٩، المعجم الکبیر للطبراني ح: ٢٩٠، مسند البزار ح:٢٦٦٨ عن معاذ ﷺ، وکذا روي عن ثوبان و أبی رافع، وطارق بن شهاب، وجابر بن سمرة و أبی هریرة وأنس وأبی عبیدة بن الجراح ﷺ وقال الألباني: صحیح لغیره] ''آج رات مجھے اپنے بابرکت اور بلندی والے رب کا دیدار نصیب ہوا''۔ راوی کہتا ہے: غالبًا فرمایا ''خواب میں''۔ ارشاد فرمایا: ''اے محمد ﷺ! کیا آپ کو پتہ ہے کہ بلند سردار (مقرب فرشتے) کس بحث میں مصروف ہیں؟'' میں نے عرض کیا: ''ہاں، کفارات کے بحث میں۔ اور کفارات یہ ہیں: نماز کے بعد مسجد میں بیٹھنا، اور نماز باجماعت کی طرف پیدل چلنا، اور تکلیف دہ حالتوں میں بھی وضو اچھی طرح کرنا۔ اور جو یہ کام انجام دیتا رہے' اس کی زندگی بھلائی کے ساتھ گزرے گی اور اسے موت بھی بھلائی کے ساتھ آئے گی۔ اور وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہوگا' جب اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا۔''

''کفارہ اور اجر وثواب'' ایک تیر میں دو شکار:

امام ابن رجبؒ کہتے ہیں: اس حدیث شریف میں صغیرہ گناہوں کا ''کفارہ'' بننے کے ساتھ ساتھ ''درجات کی بلندی اور پورا پورا اجر وثواب'' بھی حاصل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان اعمال حسنہ میں دو دو فضیلتیں اکٹھی ہیں؛ ایک سے درجات بلند ہو جاتے ہیں، دوسرے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(۱) وضو بذاتِ خود ایک کارِ ثواب ہے، عام حالات میں اس سے اعضائے وضو سے صادر شدہ صغیرہ گناہ ہی معاف ہو جاتے ہیں۔ لیکن شدت سردی وغیرہ مشکل حالات میں مکمل اور معیاری وضو کرنا ایک تکلیف دہ عمل ہے۔ یہی تکلیف ومشقت گناہوں کا کفارہ بنتی ہے اور وضو کے نتیجے میں درجات کی بلندی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

(۲) نماز باجماعت کے لیے جانا ثواب کا کام ہے، جس میں ہر قدم پر اجر ملتا ہے۔ لیکن ہیشگی اور پابندی میں بسا اوقات شدید مشقت یا کچھ جسمانی ومالی نقصان بھی پیش آ سکتا ہے۔ یہ مشقت اور نقصان کفارہ بن جاتے ہیں۔

(۳) نفس انسانی کو نماز سے فراغت کے بعد بھی مسجد میں روک لینا ایک مشکل عمل ہے، جس میں کھیل وتفریح، خانگی امور یا کسب معاش وغیرہ سے جزوی طور پر محرومی کا سامنا ہوتا ہے۔ یہ مشقت گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔

''ذکر الٰہی'': رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''مَن قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وحدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وهوَ عَلٰی کُلِّ شَيْءٍ قَدِیْرٌ في یومٍ مائةَ مَرَّةٍ کانت له عدلُ عشرِ رِقابٍ و کُتِبَتْ لَهٗ مائةُ